قصیدہ در مدح

امیر المومنین امام المتقین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام

حسان الہند مولانا سید کامل حسین نقوی کامل جائسی

پئے زخم جگر کافی نہ نکلی نوک نشتر تک
تبسم میں چھپائی جا رہی ہے صبح محشر تک

تبسم زار بن جاتی ہیں جب آنکھیں تصور میں
مرے آنسو بنا دیتے ہیں اکثر سلک گوہر تک

ہماری ڈبڈبائی آنکھ کے پردے میں وہ کچھ ہے
کہ دامن کھینچ کر ہٹ ہٹ گئے پیچھے سمندر تک

مری عرض تمنا میں ابھی ایسے بھی پہلو ہیں
کہ جن سے پیچ وخم میں پڑ گئی زلف معنبر تک

لکھوں میں حال دل یہ اضطراب دل جو لکھنے دے
مری تحریر خط میں کج ہوئے جاتے ہیں مسطر تک

نہ رویا کوئی دو آنسو مرے زخم تمنا پر
نہ اوڑھی میرے گلشن نے کبھی شبنم کی چادر تک

نکالے کوئی خار آرزو کس کو سلیقہ ہے
مرے زخم جگر میں جذب ہو جاتے ہیں نشتر تک

بنی ہے حلقۂ زنجیر بو خاک شہیداں کی
ہماری خاک پر کچھ دیر رک جاتی ہے صرصر تک

نوید طالع اقبال میں نے بھی سنی اے دل
کہ خون نامرادی سے لکھے جاتے ہیں محضر تک

مری چشم تصور میں خدا رکھے وہ جلوے ہیں
کہ جن کی روشنی میں کھو گئی ہے صبح محشر تک

جدار پاک کعبہ تک پناہ درد لے آئی
میں دل پکڑے ہوئے پہنچا قسیم حوض کوثر تک

اسی در سے زمانے کو ستم کی داد ملتی ہے
تصور کھینچ لایا قاضی باز و کبوتر تک

مرا ٹوٹا ہوا دل جوڑ دینا کیا قیامت ہے
یہ وہ در ہے جہاں بن بن گئے پھوٹے مقدر تک

جلی شمع حرم روشن ہوا اللہ کا گھر تک
یہی وہ روشنی ہے جو ملے گی صبح محشر تک

بلندی تیری ڈیوڑھی کی سوا ہے بام سدرہ سے
حد سیر ملک بھی ختم دیکھی ہے ترے در تک

تری نان جویں کا اک ثمر گلدستۂ جنت
تری ''کد یمیں'' کا اک عرق ہے حوض کوثر تک

حریم کعبہ سے لے کر غدیر خم کے منبر تک
سبیلیں تیری مدحت کی ملیں گی حوض کوثر تک

تجسس کی نگاہوں سے ازل میں بھی بہت ڈھونڈھا
نگاہیں جب اٹھیں رک رک گئیں مولائے قنبر تک

بلندی قامت مرسل کی عالم پر ہویدا ہے
حد قامت کہیں محدود نکلی باب خیبر تک
زمیں پلٹی کہ پلٹا شمس لیکن یہ سمجھتا ہوں
تہی دست ولا میں ہوں تری مولا وہ طاقت ہے
درون پردۂ اسرار کی باتیں خدا جانے
بڑے مضبوط ہاتھوں سے ترے دامن کو پکڑا ہے
لباس خلد جس نے پہنے ہوں اس کی غلامی میں

جہاں تیرے قدم پہنچے وہاں پہنچے نہیں سر تک
وہ گذری ہے کہ اب اٹھتے نہیں جبریل کے پر تک
ترے ادنیٰ سے جھٹکے بھی بدل دیتے ہیں محور تک
اگر چاہے تو گل ہو آتش دوزخ کا مجمر تک
خط معراج ظاہر میں رہا حیدرؑ سے حیدرؑ تک
جہنم نے بہت کھینچا تو کھینچے گا فقط در تک
شمیم خلد آئے گی مجھے لینے مرے گھر تک

معراج

قطعات

تذہیب نگروری

عظمت ناتمام ہے معراج
ارتقائے دوام ہے معراج
ہر ترقی کو جس پہ حیرت ہے
اسی نقطہ کا نام ہے معراج

جو نہ عقل و بیان میں آئے
کیسے وہ دو کمان میں آئے
ہے دو حرفی حکایت معراج
آن میں جاکے آن میں آئے

بہر معراج جارہے ہیں رسول
عظمتوں نے جبیں جھکائی ہے
ایک انہونی بات ہوکے رہی
وقت کو آج نیند آئی ہے

مرجع خلائق

شبیب جائسی

بعد کربلا اکثر قید میں ائمہ تھے
پر یہ سوچئے کیونکر قید میں ائمہ تھے
تا کہ ان سے ملنے کا سلسلہ نہ قائم ہو
تشنگان رحمت کا رابطہ نہ قائم ہو
ڈر تھا اہل باطل کو حق نہ جان لے دنیا
اپنا ان کو حاکم بھی کل نہ مان لے دنیا
بس امام کاظمؑ بھی قید اس سبب سے تھے
پر نہ مضطرب مولا ظلم اور غضب سے تھے
مومنین کے سر پر آگئی یہ آفت بھی
خانۂ مظالم میں ہو گئی شہادت بھی
ہاں مگر عدو اب تو روکنے سے قاصر ہے
بوسہ لینے مرقد کا جس کو دیکھو حاضر ہے
بے نشان ہے یارو! دشمن شہ والا
مرجع خلائق ہے مدفن شہ والا